مجموعہ فصیلیں از انیس ناگی: علامتی واستعاراتی مطالعہ

ڈاکٹر فضیلت بانو
پوسٹ ڈاکٹریٹ فیلوشپ
پروفیسر ڈاکٹر حمیرا اشفاق
انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

Abstract:
This study presents a symbolic and metaphorical analysis of Faseelein, a collection of novelettes by Anis Nagi, a prominent figure in modern Urdu fiction. The research explores how symbolism and metaphor function as central narrative strategies through which Anis Nagi articulates existential anxiety, psychological fragmentation, social alienation, and the crisis of modern human consciousness. The term Faseelein (Walls/Barriers) itself operates as a dominant metaphor, representing not only physical divisions but also ideological, emotional, and psychological boundaries that isolate individuals within modern society.
The study examines selected novelettes from the collection to highlight the multilayered symbolic structures embedded in characters, settings, and narrative techniques.
Anis Nagi employs abstract imagery, spatial metaphors, and fragmented narrative forms to reflect the inner turmoil of his characters and the broader socio-cultural disintegration of the contemporary world. The symbolic use of space, silence, confinement, and repetition
underscores themes of identity loss, existential solitude, and resistance against imposed social structures.
By applying interpretative and textual analysis methods, this research situates Faseelein within the broader framework of modernist and postmodernist Urdu fiction. The study argues that Anis Nagi's symbolic

and metaphorical language not only deepens the aesthetic dimension of the text but also transforms the novelettes into a powerful critique of modern civilization. Ultimately, the research demonstrates that Faseelein represents a significant literary document that captures the complex psychological and symbolic realities of modern human experience.

Key words:
Anis Nagi, Faseelein, Urdu Novelette, Symbolism, Metaphor, Modern Urdu Fiction, Existentialism, Alienation, Psychological Conflict, Interpretative
Analysis.

اردو ادب میں انیس ناگی (۹۳۹۱ء۔ ۰۱۰۲ء) ایک معتبر اور منفرد شناخت کے حامل ادیب، نقاد، شاعر، مترجم، افسانہ نگار اور ناول نگار کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ ان کا اصل نام انیس احمد تھا مگر ادبی دنیا میں وہ انیس ناگی کے نام سے معروف ہوئے۔ انیس ناگی کا تعلق ایک علمی ادبی گھرانے سے تھا۔ وہ اردو ادب کی مختلف جہتوں پر گہری نظر رکھتے تھے۔ انیس ناگی کا نام ایک منفرد، علامتی اور فکری ناول نگار کے طور پر لیا جاتا ہے وہ صرف ناول نگار ہی نہیں، بلکہ شاعر، افسانہ نگار، نقاد اور مترجم بھی تھے۔ ان کا تعلق ملک کے ادبی حلقوں سے رہا اور انہیں جدیدیت کا اہم نمائندہ سمجھا جاتا ہے۔ ان کے فن میں علامت نگاری، استعاراتی، تجریدیت اور نفسیاتی گہرائی کے عناصر نمایاں ہیں۔

علامتی ادب کے حوالے سے ڈاکٹر سجاد باقر رضوی لکھتے ہیں: :

”" تخلیقی عمل کے باعث اشیا اپنی واقعاتی سطح سے بلند ہو کر استعاراتی
اور علامتی سطح کی حامل ہو جاتی ہیں استعارے اور علامتیں بالاتر
صداقتوں کی طرف اشارہ کرتی ہیں“۔۱

۔انیس ناگی نے ادب کی مختلف اصناف میں اظہار ذات کیا ہے۔ ان کی ناول نگاری نے اردو ناول کو نئی جہات سے روشناس کرایا۔ وہ جدید انسان کی تنہائی، شکست خوردگی، داخلی کشمکش اور نفسیاتی الجھنوں کو جس فنکاری سے بیان کرتے ہیں وہ انہیں اپنے ہم عصروں میں منفرد اور ممتاز مقام دیتا ہے۔ انیس ناگی کی ناول نگاری کو اردو ادب میں ایک نمایاں مقام حاصل ہے۔ وہ جدید اردو ناول کے ان

فنکاروں میں شمار ہوتے ہیں جنھوں نے فن کو فکر اور حقیقت کے ساتھ جوڑ کر نئی راہیں نکالیں۔ ان کی تخلیقات قاری کو سوچنے پر مجبور کرتی ہیں۔ انیس ناگی کے ناول اردو افسانے کی روایت میں ایک مستقل حوالہ ثابت ہوں گے۔

انیس ناگی ترقی پسند تحریک کے بعد سامنے آنے والی نسل سے تعلق رکھتے ہیں جس نے ناول کو محض بیانیہ یا رومانوی کیفیت کا اظہار نہیں بلکہ انسان اور سماج کی پیچیدہ، نفسیاتی، تہذیبی اور فکری جہتوں کو بیان کرنے کا وسیلہ بنایا۔ ان کے ہاں جدیدیت کی فضا بھی ہے اور حقیقت پسندی کا عکس بھی یہی وجہ ہے کہ وہ اردو ناول کے جدید رجحانات کو آگے بڑھانے والے تخلیق کاروں میں شمار ہوتے ہیں۔

انیس ناگی کے ناولوں میں زندگی کے مختلف پہلوؤں کی جھلک ملتی ہے۔ ان کا انداز تحریر سادہ مگر تہہ دار ہے۔ وہ عام انسان کی داخلی کشمکش اور خارجی مسائل کو ایک علامتی اور تجزیاتی انداز میں پیش کرتے ہیں۔ ڈاکٹر شاہین مفتی ڈاکٹر ضیا الحسن کے حوالے سے انیس ناگی کے ادبی تغیر کے بارے میں لکھتی ہیں::

> "" انیس ادب میں حرکت اور تغیر کے قائل ہیں۔ ان کا نقطہ نظر یہ ہے کہ زندگی میں آنے والی تبدیلیاں ادب پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ جس کی وجہ سے ادب بھی موضوعاتی اور فنی دونوں پہلوں سے تبدیل ہوتا ہے"۔ ۲ے

اردو ادب کا منظر نامہ مختلف ادبی تحریکات، رجحانات اور شخصیات کی موجودگی سے متحرک اور متنوع رہا ہے۔ بیسویں صدی کا نصف آخر اردو ناول نگاری کے میدان میں ایک ایسی تبدیلی کا دور ہے جس میں علامتی، وجودی اور تجریدی رجحانات نے واضح طور پر اپنی جگہ بنائی ہے۔ اس دور میں فرد کی داخلی کیفیت، ذہنی دباؤ، وجودی اضطراب اور تنہائی جیسے موضوعات ادبی تخلیقات کا محور بنے۔

انیس ناگی بھی اسی فکری تناظر کے اہم نمائندہ ہیں۔ ان کا علامتی اسلوب نہ صرف روایتی بیانیے سے مختلف ہے بلکہ اس میں فکر و فن کا ایک عمیق امتزاج بھی ملتا ہے۔ ان کے ہاں کہانی محض واقعہ نہیں بلکہ ایک تجربہ، ایک کیفیت اور ایک علامت بن کر سامنے آتی ہے۔ اردو ادب کی جدید تاریخ میں انیس ناگی ایک ایسے ادیب، شاعر، نقاد اور ناول نگار کے طور پر سامنے آتے ہیں جنھوں نے ادب کو صرف اظہار ذات یا تفنن طبع تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے فکر و شعور کی بیداری کا ذریعہ بنایا۔ وہ اپنی تحریروں کے ذریعے ادب کو ایک نئے زاویے سے دیکھنے اور دکھانے والے تخلیق کار ہیں۔ بقول ڈاکٹر سجاد باقر رضوی:

> "" ہر شاعر اور تخلیقی فن کار خواہ اس کا تعلق کسی عہد سے ہو، اپنے تخلیقی

عمل کی نوعیت اور تصورات کو استعاروں اور علامتوں میں ظاہر
کرتا ہے"۔۳؎

اردو ناول بیسویں صدی کی ایک اہم ادبی صنف ہے جو ابتدا میں سادہ بیانیے، سماجی اصلاح اور رومانویت پر مبنی تھا مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں علامتی، تجریدی، نفسیاتی اور جدید اسلوب کا اضافہ ہوا۔ سعادت حسن منٹو، بیدی، کرشن چندر، عبداللہ حسین، انتظار حسین، اشفاق احمد اور احمد ندیم قاسمی جیسے نثر نگاروں نے افسانے، ناولٹ اور ناول کی شکل وصورت کو بدل دیا۔ انیس ناگی اسی جدید دور کے ناول نگار ہیں جنہوں نے "فصلیں" جیسا ناولٹ کا مجموعہ لکھ کر اردو ناول نگاری میں علامتی اور نفسیاتی رنگ بھر دیے۔ ان کا جدید اسلوب قاری کو سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے۔

اردو ادب میں ناول نگاری ایک طویل اور ارتقائی سفر طے کر کے یہاں تک پہنچی ہے۔ قیام پاکستان کے بعد اردو ناول نگاری میں حقیقت نگاری کا رجحان غالب رہا۔ ۱۹۶۰ء کی دہائی میں علامتی اور تعبیری رجحانات نے جنم لیا۔ انیس ناگی کا شمار ان اہم ناول نگاروں میں ہوتا ہے جنہوں نے اردو ناول کو علامتی جہت عطا کی۔ ان کے نثری اسلوب میں انسان کے باطنی کرب، ذہنی پیچیدگی اور داخلی تجربات کی عکاسی ملتی ہے۔ فصلیں انیس ناگی کا ایک علامتی، تہہ دار اور نفسیاتی رنگ لئے ہوئے ناولٹ کا مجموعہ ہے۔ ان کے ناولٹ کے اس مجموعے میں ان کا فکر وفن، علامتیت، نفسیاتی جہات اور انسانی رویوں کی بڑی عمدہ عکاسی کی گئی ہے۔

ادب انسانی احساسات، تجربات اور مشاہدات کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ ناول نثری اصناف ادب میں ایک اہم صنف ہے۔ ناول کی صنف اپنے محدود مگر گہرے اور پختہ اسلوب کے ذریعے فکری اور جذباتی طور پر قاری کو جھنجھوڑنے اور متاثر کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ بیسویں صدی میں ناولٹ اور ناول کی صنف ارتقائی مراحل طے کرتی رہی اور ساتھ ساتھ ناول نگاری نے نفسیاتی، تجریدی اور علامتی جہتوں میں بھی نئی راہیں کھولیں۔ تجریدی اور علامتی رجحانات میں انیس ناگی کا نام خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔

"فصلیں" چار ناولٹس کا مجموعہ

انیس ناگی کے نثری مجموعوں میں "فصلیں" خاص طور پر اہم ہے جس میں چار ناولٹ کو یکجا کیا گیا ہے۔ اس میں انہوں نے انسانی رشتوں، سماجی تضادات اور نفسیاتی الجھنوں کو کہانی کی صورت میں بیان کیا ہے۔ فصلیں انیس ناگی کا ناولٹ کا ایک اہم مجموعہ ہے جو ۱۹۷۰ء کے بعد کے اردو ادب میں جدید طرز احساس کا آئینہ دار ہے۔ اس مجموعے میں شامل ناولٹ ظاہری واقعات سے زیادہ داخلی

کیفیات، ذہنی تناؤ، خوابوں کی تعبیر، خوف اور وجودی سوالات کا احاطہ کرتے ہیں۔ اس مجموعے کا نام عنوان ”فصیلیں“ بذات خود ایک علامت ہے۔ فصیلیں ایسی دیواریں جو انسان کو دوسروں سے جدا کرتی ہیں، جنہیں وہ سماجی، نفسیاتی یا روحانی سطح پر محسوس کرتا ہے۔ ان دیواروں کے پیچھے قید انسان خود اپنے آپ سے بھی ناآشنا ہو جاتا ہے ناگی ان دیواروں کو نہ صرف ظاہر کرتے ہیں بلکہ ان کے پیچھے چھپی انسانیت کی چیخ کو بھی زبان دیتے ہیں۔

انیس ناگی کا ناولٹ کا مجموعہ فصیلیں جدید اردو ناول نگاری میں ایک منفرد اور گہری فکری کاوش ہے جس میں فرد کی تنہائی، وجودی بحران، خواب اور اور حقیقت کی آمیزش اور علامتی اظہار کی بھرپور صورتیں ملتی ہیں۔ ان ناولٹس کا مطالعہ صرف ظاہری معنوں میں نہیں کیا جا سکتا بلکہ ان کی تہہ در تہہ ساخت کو علامتی، استعاراتی، تعبیری اور تجزیاتی انداز میں بھی سمجھنا ناگزیر ہے۔

ناولٹ ”قلعہ "“

قلعہ انیس ناگی کا ایک گہرا علامتی ناولٹ ہے جس میں قلعہ محض ایک دفاعی عمارت نہیں بلکہ طاقت کے جبر، اقتدار کی نفسیات اور افراد کے اندر موجود خوف اور داخلی محاصرے کی ایک جامع علامت ہے۔ ناولٹ میں قلعہ ایک ایسی جگہ ہے جو بظاہر تحفظ فراہم کرتی ہے مگر در حقیقت قید خانے کی حیثیت رکھتی ہے۔ انیس ناگی ایک جگہ لکھتے ہیں::

" قلعے کی دیواریں اونچی تھیں، مگر ان کے سائے اس سے
بھی زیادہ بلند تھے۔ اس کے گنبد اور مینار جھکنے لگے ہیں
اس کی چھتوں میں نصب آئینے بے آب ہو چکے ہیں اس
کی دوسری منزل کو جاتی ہوئی دو سیڑھیاں آمد و رفت کی
کثرت سے بوڑھی ہڈیوں کی طرح نوکیلی ہو چکی ہیں۔۔ اس
کی چھت پر ہزاروں نفوس کے قدموں کا بوجھ ہے۔ اس کے
باوجود یہ عمارت منہدم نہیں ہوتی۔ لوگ اسے قلعہ کیوں کہتے
اس کی وجہ کسی کو معلوم نہیں۔“[۴]

قلعے کے سائے دراصل طاقت کا وہ خوف ہیں جو انسان کے شعور پر حاوی ہو جاتا ہے۔ علامتی اور استعاراتی سطح پر قلعہ ریاستی جبر، آمرانہ نظام اور مقتدر اداروں کی علامت کے طور پر سامنے آتا ہے۔ قلعے میں رہنے والے کردار باہر کی دنیا سے کٹے ہوئے ہیں جو

اس بات کی علامت ہے کہ طاقت خود کو عوام سے الگ کر لیتی ہے۔ یہ ناولٹ فوکو کے پاور سٹر یکچر کے تصور سے ہم آہنگ معلوم ہوتا ہے، جہاں طاقت حفاظت کے نام پر نگرانی اور قید پیدا کرتی ہے۔

ناولٹ "چوہوں کی کہانی"

"چوہوں کی کہانی" ایک نہایت پیچیدہ اور چونکا دینے والا علامتی ناولٹ ہے۔ جہاں چوہے محض جانور نہیں بلکہ اخلاقی بحران، سماجی گندگی، زوال اور خوف کے پھیلاؤ کی علامت ہے۔ انیس ناگی لکھتے ہیں:

> "جب میں نے ان چوہوں کو دیکھا تو میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے
> کچھ کراہت بھی آئی، یہ چوہے مجھے چال ڈھال میں کچھ سست لگتے
> تھے۔ ان چوہوں کو دیکھ کر ایک راہ گیر سے ان کی موجودگی کے بارے
> پوچھا۔ چوہے نشانی ہیں کہ جہاں اناج کم نہیں ہوگا، یہ پرماتما نے
> بھیجے ہیں۔" ۵

اس ناولٹ کی علامتیت جدید سماج کی اس حالت سے جڑی ہوئی ہے جہاں خوف وبا کی طرح پھیلتا ہے، افواہیں حقیقت بن جاتی ہیں اور انسان اپنی ہی تخلیق کردہ دہشت کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس ناولٹ میں چوہے لاشعوری خوف کی نمائندگی کرتے ہیں۔

ناولٹ "کیمپ":

کیمپ جدید دنیا کے بے گھر انسان کا استعارہ ہے، یہ کیمپ پناہ گاہ ہوتا ہے مگر گھر نہیں اس ناولٹ میں کیمپ عارضی ہے مگر مستقل ہو چکا ہے جو جدید مہاجر، پناہ گزین اور بے شناخت انسان کی مکمل تصویر پیش کرتا ہے۔ اس ناولٹ میں کیمپ کی علامت سیاسی جبر، ہجرت اور شناخت کے بحران سے جڑی ہوئی ہے۔ اس ناولٹ کو تقسیم ہند، فلسطین اور جدید جنگی حالات کے تناظر میں پڑھا جا سکتا ہے۔ انیس ناگی کے کسی بھی ناولٹ کو کسی ایک واقعے تک محدود نہیں کیا جا سکتا۔ یہاں بھی کیمپ عارضی پن کی علامت ہے جو جدید انسان کے لیے سب سے بڑا المیہ ہے۔

> "اس بے یقین صورت حال کے پیش نظر کیمپ کا بنیادی ڈھانچہ کس قدر
> مضحکہ خیز تھا۔ میجر قربان کا اصل دفتر کیمپ کے اندر تھا جہاں کوئی ٹیلیفون
> یا وائرلیس نہیں تھا۔۔ کیمپ سے چھ کلومیٹر دور دریا کے کنارے ریسٹ

ہاؤس میں ٹیلیفون لگا ہوا تھا وہ بھی اپنی مرضی سے چلتا تھا کیمپ انچارج
میجر قربان کو اپنی رہائش گاہ سے زیادہ دلچسپی نہیں تھی اس نے ریسٹ
ہاؤس میں اپنا کیمپ آفس بنایا ہوا تھا۔۔ اس کا اپنا کوئی گھر بار نہیں تھا
۔اس نے ایک خانہ بدوش کی طرح زندگی بسر کرنا قبول کر لی تھی"۔٦؎

انیس ناگی کا ناولٹ کیمپ اردو اب میں علامتی ناول نگاری کی ایک قابل ذکر مثال ہے ان کے مجموعے فصیلیں میں شامل ناولٹ کیمپ نہ صرف فنی پختگی کا مظہر ہے بلکہ اس میں موضوعات کی گہرائی، ساخت کی پیچیدگی اور زبان و بیان کی جدت نمایاں ہے۔ یہ مجموعہ مختلف انسانی رویوں، داخلی تناؤ اور سماجی نفسیات کی علامتی عکاسی کرتا ہے۔ ایک جگہ لکھتے ہیں:

""اصل بات یہ کہ آپ نے کیمپ میں اور اس سے باہر چوکیاں بٹھادی
ہیں، ہمارا سارا مال اسی راستے سے آتا ہے۔ مہاجر غریب لوگ ہیں
انہیں روٹی کپڑا چاہیۓ، ہمارے لیے تھوڑا بہت کام کرتا ہے آپ مہربانی
کریں۔ ۷؎

ناولٹ "ایک گرم موسم کی کہانی"

یہ ناولٹ موسم کی علامت کے ذریعے انسانی نفسیات، گھٹن، خواہش اور داخلی تپش کو بیان کرتا ہے۔ گرم موسم جو ذہنی گھٹن، دبی ہوئی خواہشات اور داخلی اضطراب اور بے چینی کا استعارہ ہے۔ انسانی فطرت کی عمدہ عکاسی کی بدولت یہ ناولٹ علامت نگاری کا ایک عمدہ شاہکار ہے۔

(۸) "گرمی صرف موسم میں نہیں تھی، ہمارے لہجوں میں بھی اتر آئی تھی"

اس ناولٹ میں جنسی و جذباتی جبر، سماجی منافقت اور داخلی انتشار نمایاں ہوتا ہے۔ گرمیہاں اس دباؤ کی علامت ہے جو انسان کو اندر ہی اندر جلا دیتا ہے مگر وہ چیخ نہیں سکتا، اپنی ذہنی کیفیت اور احساسات کو دبا کر گھٹن اور تنہائی کا شکار ہو جاتا ہے یہ ناولٹ جدید شہری زندگی کا نہایت واضح علامتی بیان ہے جو اپنے اندر وسیع علامتیت کو سموئے ہوئے ہے۔

""گرمی اس قدر تھی کہ سانس لینا بھی بوجھ لگتا تھا، جیسے فضا
نے ہمیں اپنے اندر قید کر لیا ہو"۔ ۹؎

ایک گرم موسم کی کہانی انیس ناگی کے علامتی فکشن میں تہذیبی اور نفسیاتی مطالعے کی ایک اہم مثال ہے۔ یہ ناولٹ غیر مرئی فصیلوں، گھٹن، جمود اور بے معنویت کو علامتی انداز میں پیش کرتا ہے اس ناولٹ کی فنی اور فکری کامیابی یہ ہے کہ یہ قاری کو اپنے عہد کی فکری اور روحانی کیفیت پر غور کرنے کی دعوت دیتا ہے۔

انیس ناگی کے چاروں ناولٹ مل کر ایک بڑی علامتی ساخت تشکیل دیتے ہیں۔ فصیلیں کا مجموعہ عصر حاضر کے انسان کی محصور زندگی کی مختلف صورتیں پیش کرتا ہے۔ انیس ناگی کے یہ چاروں ناولٹ علامتی سطح پر جدید اردو فکشن کا نہایت اہم سرمایہ ہیں۔ ہر ناولٹ ایک الگ علامتی جہان رکھتا ہے۔ مگر سب مل کر ایک ہی چیز واضح کرتے ہیں کہ کیا آج کا انسان واقعی آزاد ہے یا محض مختلف فصیلوں میں قید ہے

انیس ناگی کا ناولٹ کا مجموعہ "فصیلیں" ان کے فکری ارتقا اور فنی اظہار کا نچوڑ ہے۔ اس مجموعے میں پیش کیے گئے کردار، فضا، مکالمے اور اسلوب سب کچھ اس بات کا ثبوت ہیں کہ مصنف قاری کو محض ظاہری سطح پر متاثر نہیں کرنا چاہتا بلکہ اسے ایکداخلی اور شعوری سفر پر گامزن کرنا چاہتا ہے۔

ناولٹ کا مجموعہ "فصیلیں" انیس ناگی کے اس فکری سفر کی علامت ہے جو جدید انسان کی تنہائی، کرب، بے ہمتی اور نفسیاتی الجھنوں سے عبارت ہے۔ اس مجموعے میں شامل ناولٹ واقعات کی بجائے کیفیات کی ترجمانی کرتے ہیں اور قاری کو ایک اجنبی لیکن مانوس دنیا میں لے جاتے ہیں۔ افسانوں کے عنوانات، کرداروں کے نام، فضا کا ماحول اور علامتی زبان اس بات کی گواہ ہے کہ محض قصے نہیں بلکہ ایک ایسے تجربے کی تشکیل ہے جو انسانی شعور کی تہہ میں اتارتا ہے۔ "فصیلیں" دراصل ان دیواروں کا استعارہ ہے جو انسان نے خود اپنے اردگرد کھڑی کر لی ہیں۔ خوف، ماضی، یادداشت، عدم تحفظ اور خاموشی کی فصیلیں۔

انیس ناگی کا اسلوب مجرد بیانیہ نہیں بلکہ بصری اور حسی اشارات سے مزین ہے جو قاری کے ذہن میں ایک تصویری تاثر پیدا کرتا ہے۔ یہ ناولٹ کہنے سے زیادہ محسوس کروائے گئے ہیں جو جدید ناول نگاری کی ایک خاص تکنیک بھی ہے ناول ایک ایسی صنف ہے جو محض واقعات یا کرداروں کی کہانی نہیں بلکہ تہہ در تہہ معنویت کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہوتی ہے۔ "فصیلیں" کے ناولٹ تجزیہ اور تعبیر کے لیے دعوت فکر دیتے ہیں اور ہر ناولٹ اپنے اندر کئی سطحوں پر معنی رکھتا ہے۔ مثلاً اگر فصیل کو بطور استعارہ لیں تو یہ ناولٹ خارجی نہیں بلکہ داخلی قید کی نمائندگی کرتے ہیں۔ یہ وہ دیوار ہے جو کرداروں نے اپنی نفسیاتی الجھنوں، تنہائیوں، خوف اور عدم تحفظ کے احساس سے خود اپنے گرد کھینچ لی ہے۔ انیس ناگی کے ناولٹ کی ایک تعبیر یہ بھی ہے کہ انیس ناگی کے کردار معاشرے سے منقطع ہو کر فرد کی سطح پر رہ جاتے ہیں جہاں وہ اپنی شناخت، وجود اور مقصد کی تلاش میں سرگرداں دکھائی دیتے ہیں۔ ان کا تنہا سفر ایک

فکری علامت ہے، وجودی بے یقینی کا سفر، فصیلیں کے ناولٹ کثیر الجہتی علامتی عناصر رکھتے ہیں جنہیں قاری اپنی فکری سطح اور سماجی پس منظر کے مطابق مختلف انداز میں سمجھ سکتا ہے۔ استعاراتی لحاظ سے ''فصیلیں'' کا مطالعہ ظاہر کرتا ہے کہ انیس ناگی نے اپنے ان ناولٹس میں روایتی بیانئے سے ہٹ کر ایک نئے طرز اظہار کو اپنایا ہے ان کا اسلوب مجرد، علامتی اور کبھی تجریدی ہو جاتا ہے۔ انیس ناگی کے ناولٹ محض قصے نہیں بلکہ انسانی رویوں اور وقت کے تقاضوں کے عکاس ہیں۔ ان کے ہاں نہ تو محض رومانوی خواب دکھائی دیتے ہیں اور نہ ہی خشک فلسفیانہ مباحث، بلکہ زندگی کی تلخ اور کڑوی حقیقت ان کے ناولٹ کا بنیادی موضوع ہے۔ وہ فرد کو معاشرے کے ساتھ ٹکراکر دیکھتے ہیں اور قاری کو سوچنے پر مجبور کرتے ہیں۔ انیس ناگی کے ناولوں کا اسلوب مختصر، جامع اور معنویت سے بھرپور ہے۔ وہ غیر ضروری طوالت سے گریز کرتے ہیں۔ اور کہانی کو اصل نکتے کے گرد گھماتے ہیں۔ ان کے ہاں منظر نگاری، علامت اور تمثیل کا استعمال قاری کو ایک وسیع تر فکری کینوس مہیا کرتا ہے۔ ان کے افسانے قاری کے ذہن میں دیر تک سوال چھوڑ جاتے ہیں۔

علامتیت ایک تنقیدی دبستان ہے جس میں کسی متن کے پس منظر میں چھپے ہوئے معنی، لاشعوری محرکات اور ثقافتی یانفسیاتی حوالوں کو دریافت کیا جاتا ہے۔ اس دبستان کی بنیاد سگمنڈ فرائڈ اور کارل یونگ کی نفسیاتی تھوریز پر ہے فرائڈ کے مطابق انسان کا لاشعور اس کے تخلیقی عمل پر اثر انداز ہوتا ہے جب کہ یونگ نے اجتماعی لاشعور اور علامتوں کی اہمیت پر زور دیا۔ ڈاکٹر وزیر آغا لکھتے ہیں:

"اعلی ادب بنیادی طور پر علامتی ہوتا ہے، وہ سامنے کے معنی کے علاوہ
معانی کے سلسلوں کو بھی جنبش میں لاتا ہے۔ اگر کسی تخلیق کا صرف ایک
معنی ہو یا محض ایک تناظر ہو تو وہ وقت کی دیوار پار نہیں کرپاتی اور بہت
جلد متحجر بن جاتی ہے، اسی لیے علامتی ادب کبھی پرانا نہیں ہوتا"۔ ١٠

اردو تنقید میں علامتی انداز کم مگر نمایاں رہا ہے جس میں انتظار حسین، سلیم احمد اور معین نظامی جیسے نقادوں نے اس پہلو کو اجاگر کیا ہے۔ زندہ علامتیں زمانی اور مکانی تناظر میں بُعد کے باوجود اپنی حیثیت منوالیتی ہیں اور توانا و تر و تازہ رہتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ماضی کی بازیافت کے لیے ان علامتوں کی تفہیم پر زور دیا جاتا ہے۔ انیس ناگی کے ہاں علامتی اسلوب کے عمدہ نمونے ملتے ہیں۔ ان کے ناولٹس کا مجموعہ ''فصیلیں'' علامت نگاری کی ایک روشن مثال ہے۔

فصیلیں چار ناولٹس پر مشتمل مجموعہ ہے جس میں فصیل کی علامت فرد، سماج اور تہذیب کے باہمی تعلق کو نئے زاویے سے دیکھنے میں مدد دیتی ہے۔ علامتی سطح پر یہ متن قاری کو معنی کی آزادی فراہم کرتا ہے۔ ہر ناولٹ اپنی علامتی ساخت، فکری جہت اور معنوی

امکانات کے اعتبار سے ایک جداگانہ متن ہے تاہم مجموعی طور پر یہ ناولٹس ایک مشترکہ تصور، فصیل، کے گرد گھومتے ہیں۔ یہ کہا جا سکتا ہے کہ انیس ناگی کا ناو
لٹ کا مجموعہ فصیلیں علامتی اعتبار سے اردو فکشن کا ایک اہم سنگ میل ہے۔

حوالہ جات

۱۔ سجاد باقر رضوی، وضاحتیں، لاہور، اظہار سنز، س۔ن، ص ۷۳

۲۔ شاہین مفتی، انیس ناگی فن اور شخصیت، پاکستانی ادب کے معمار، ۲۰۰۹ء ص ۱۶۵

۳۔ سجاد باقر رضوی، معروضات، لاہور، پولیمر پبلیکیشنز، س۔ن، ص ۵۰

۴۔ انیس ناگی، قلعہ، مشمولہ، فصیلیں، لاہور، عرفان افضل پرنٹرز، ۲۰۰۵ء، ص ۹

۵۔ انیس ناگی، چوہوں کی کہانی، مشمولہ، فصیلیں، لاہور، عرفان پرنٹرز، ص ۲۶۳

۶۔ انیس ناگی، کیمپ، مشمولہ، فصیلیں، لاہور، عرفان پرنٹرز، ص ۳۳۷

۷۔ ایضاً ص ۳۸۹

۸۔ انیس ناگی، گرم موسم کی کہانیاں، مشمولہ، فصیلیں، لاہور پرنٹرز، ص ۵۰۹

۹۔ ایضاً ص ۴۸۵

۱۰۔ وزیر آغا، معنی اور تناظر، لاہور، مجلس ترقی ادب، ۲۰۲۰ء، ص ۵۳